اسلامی معاشرہ میں غرباء کی فلاح و بہبود

(ایک تحقیقی جائزہ)

طاہر ریاض چوہدری☆
ساجدہ شفیع☆☆

اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے، جس میں انسان کے ہر فطری مسئلے کا قابل ذکر حل موجود ہے ۔ عبادات ، معاملات، معیشت اور معاشرت کے متعلق اسلام نے وہ زریں اصول عطا کئے ہیں جن کی پیروی معاشرے کی فلاح و بہبود کے لئے اساس کی حیثیت رکھتی ہے۔ ایک فلاحی مملکت اور فلاحی معاشرہ اسلام ہی کی تعلیمات سے بہرہ ور ہو کر ترقی کی منازل کی طرف رواں دواں ہوسکتا ہے۔

اسلام نے زندگی کے ہر پہلو کی طرف توجہ دلانے میں فطری طریق کار کو ملحوظ رکھا ہے، جو بات جس قدر ضروری تھی اسے اتنی ہی اہمیت سے ذکر کیا گیا ہے، اسلام نے اہم باتوں کی ترغیب مختلف پیرایوں میں بار بار ذکر کر کے ان کی اہمیت کو اجاگر کیا ہے۔ معاشرے کی فلاح و بہبود، فقراء و مساکین کی دیکھ بھال یتیموں ، بے کسوں کی امداد اور قیدیوں کی رہائی کے متعلق قرآن کریم کی متعدد آیات میں بطور خاص تاکید کی گئی ہے۔

☆ چیئرمین سوشل ورک ڈیپارٹمنٹ ، پنجاب یونیورسٹی ،لاھور .
☆☆ طالبہ سوشل ورک ڈیپارٹمنٹ ، پنجاب یونیورسٹی ،لاھور .

قرآن کریم کے دوسرے پارے میں اللہ تعالیٰ تحویل قبلہ، کا ذکر کرنے کے بعد ارشاد فرماتے ہیں:۔

﴿ لَیسَ الْبِرَّ اَن تُوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَن اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالْكِتٰبِ وَالنَّبِيّٖنَ وَاٰتَى الْمَالَ عَلٰى حُبِّهٖ ذَوِى الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ وَالسَّآئِلِيْنَ وَفِى الرِّقَابِ وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَاٰتَى الزَّكٰوةَ وَالْمُوْفُوْنَ بِعَهْدِهِمْ اِذَا عَاهَدُوْا وَالصّٰبِرِيْنَ فِى الْبَاْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ وَحِيْنَ الْبَاْسِ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ. ﴾ (۱)

'' ساری اچھائی مشرق ومغرب کی طرف منہ کرنے میں ہی نہیں بلکہ حقیقتاً اچھا وہ شخص ہے جو اللہ تعالیٰ پر قیامت کے دن پر، فرشتوں پر، کتاب اللہ پر اور نبیوں پر ایمان رکھنے والا ہو جو مال سے محبت کرنے کے باوجود قرابت داروں ، یتیموں، مسکینوں، مسافروں اور سوال کرنے والوں کو دے، غلاموں کو آزاد کرے، نماز کی پابندی اور زکوٰۃ کی ادائیگی کرے جب وعدہ کرے تب اسے پورا کرے تنگ دستی ، دکھ درد اور لڑائی کے وقت صبر کرے، یہی سچے لوگ ہیں اور یہی پرہیز گار ہیں''۔

یعنی مشرق ومغرب کی طرف رخ کرنا بذاتِ خود کوئی حیثیت نہیں رکھتا، اصل تابعداری تو خدا کے حکم کی ہے، وہ مشرق کی طرف رخ کرنے کا حکم دے تو وہی قبلہ ہے اگر مغرب کی جانب رخ پھیر دے تو ادھر ہی رخ کرنا ضروری ہے، لہذا ایسے مسائل میں الجھ کر اپنی توانائیاں صَرف کرنے کی بجائے ہمیں ان بنیادی مسائل کی طرف توجہ کرنی چاہئے جن سے فرد کی اصلاح کے ساتھ معاشرے کی فلاح وبہبود حاصل ہوتی ہو، چنانچہ ایک اچھا شخص بننے کے لئے درج ذیل خوبیاں ذکر کیں جو ہر صاحبِ ایمان میں موجود ہونی چاہئیں ، خدا کے

وجود، اس کی کتاب، اس کے نبیوں اور فرشتوں پر اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہو، مال کی محبت کے باوجود رشتہ داروں، یتیموں، مسکینوں، مسافروں اور سوال کرنے والوں پر خرچ کرے اور نماز پابندی سے ادا کرے، زکوٰۃ ادا کرنے کا اہتمام کرے، جب کسی سے وعدہ کرے تو وفا کرے، پریشانی، تنگدستی کے وقت اور میدان جنگ میں صبر کا دامن نہ چھوڑے، ان صفات کے حامل لوگ ہی سچے حق پرست اور متقی و پرہیز گار ہیں۔

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے فقیروں، مسکینوں اور یتیموں پر مال خرچ کرنے کا الگ ذکر فرمایا، اس کے بعد اہتمام سے زکوٰۃ کی ادائیگی کا الگ ذکر فرمایا، جس سے اس بات کی طرف اشارہ مقصود ہے کہ انسان سال بعد زکوٰۃ ادا کرنے کو کافی نہ سمجھ بیٹھے، زکوٰۃ تو ایک قانونی فریضہ ہے جو ہر صاحب نصاب شخص پر سال گزرنے کے بعد لاگو ہوتا ہے جبکہ ہنگامی حالات میں اس کے علاوہ بھی انسان پر کچھ حقوق عائد ہوتے ہیں جن کی ادائیگی انتہائی ضروری ہے۔

اسی لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''یقیناً مال میں زکوٰۃ کے علاوہ بھی کچھ حقوق ہیں''.(۲)

علامہ مناویؒ اس حدیث کی شرح کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

> ''مثلاً قیدی چھڑانے کا انتظام کرنا، مجبور اور پریشان حال لوگوں کو کھانا کھلانا، پیاسوں کو پانی پلانا..... جو بیمار مر رہا ہو، اس کے علاج معالجہ کا اہتمام کرنا وغیرہ، علامہ عبدالحق ؒ فرماتے ہیں کہ اس پر تمام امت کا اتفاق ہے کہ مندرجہ بالا حقوق بھی واجب ہیں، صاحب حیثیت لوگوں کو ان کی ادائیگی پر مجبور کیا جائے گا ''۔(۳)

حضرت مفتی محمد شفیع اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

اس سے یہ بات ثابت ہوگئی کہ مالی فرض صرف زکوٰۃ سے پورا نہیں ہوتا ہے زکوٰۃ کے علاوہ بھی بہت جگہ پر مال خرچ کرنا فرض و واجب ہوتا ہے جیسے رشتہ داروں پر خرچ کرنا کہ جب وہ کمانے سے معذور ہوں تو نفقہ ادا کرنا واجب ہوتا ہے ،کوئی مسکین غریب مر رہا ہے اور آپ اپنی زکوٰۃ ادا کر چکے ہیں، مگر اس وقت مال خرچ کر کے اس کی جان بچانا فرض ہے.....فرق اتنا ہے کہ زکوٰۃ ایک خاص قانون ہے اس کے مطابق ہر حال میں زکوٰۃ کا ادا کرنا ضروری ہے اور یہ دوسرے مصارف ضرورت و حاجت پر موقوف ہیں، جہاں ضرورت ہو خرچ کرنا فرض ہو جائے گا، جہاں نہ ہو فرض نہیں ہوگا۔(۴)

امام ابوبکر جصاص رازیؒ (واٰتَی المَالَ علیٰ حُبِّہ) کی تفسیر میں تین معانی ذکر فرماتے ہیں:

۱- مال خرچ کرنے میں ریاء اور دکھلاوا نہیں ہونا چاہیے بلکہ صرف خدا کی رضا مقصود ہو۔

۲- اپنا پسندیدہ اورمحبوب مال ،اللہ کے راستہ میں خرچ کرے، بے کار مال نہ خرچ کرے۔

۳- دل سے راضی ہو کر خرچ کرے، ایسا نہ ہو کہ دل تو خرچ نہیں کرنا چاہتا لیکن ظاہر داری کے لیے کچھ نہ کچھ دیتا ہے ۔(۵)

بھوکے کو کھانا کھلانے ، بیمار کی عیادت کرنے والوں کے لیے متعدد احادیث میں خوش خبری ہے:

۱ - عَن جَابِرِبْنِ عَبْدِاللّٰہِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا قَالَ:قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ:اِنَّ مِنْ مُوْجِبَاتِ الْمَغْفِرَۃِ اِطْعَامَ الْمُسلِمِ السَّغْبَانِ.

” حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ

نے ارشاد فرمایا: بھوکے مسلمان کو کھانا کھلانا مغفرت کو واجب کرنے والے اعمال میں سے ہے۔'' (٦)

٢- عَن عَبْدِ اللهِ بن عَمْرِوبْنِ الْعَاصِ رَضِیَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُو لُ اللهِ ﷺ: مَنْ اَطْعَمَ أَخَا هُ خُبْزاً حَتّٰی یُشبِعَهُ وَسَقَاهُ مَاءَ حتّٰی یَروِیَهُ بَعّدَهُ اللهُ عَنِ النَّارِ سَبْعَ خَنادِقِ، بُعْدُ مابَینَ خَنْدَقَیْنِ مَسِیْرَةُ خَمْسِمِائَةِ سَنَةٍ.

'' حضرت عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص اپنے (مسلمان) بھائی کو پیٹ بھر کر کھانا کھلاتا ہے اور پانی پلاتا ہے اللہ تعالی اسے جہنم سے سات خندقیں دور فرمادیتے ہیں۔ دو خندقوں کا درمیانی فاصلہ پانچ سو سال کی مسافت ہے''۔ (٧)

٣- عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ رَضِیَ اللهُ عَنهُ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ: اَیُّماَ مُسلِمٍ کَساَ مُسلِماً علیٰ عُرْیٍ، کَساَهُ اللهُ مِنْ خُضَرِ الْجَنَّةِ، وَاَیُّمَا مُسلِمٍ اَطعَمَ مُسلِمًا عَلیٰ جُوْعٍ ، اَطْعَمَهُ اللهُ مِنْ ثِمَارِ الْجَنَّةِ، وَاَیُّماَ مُسلِمٍ سَقَی مُسلِمًا عَلیٰ ظَمَإٍ، سَقَاهُ اللهُ عَزَّوَجَلَّ مِنَ الرَّحِیْقِ الْمَخْتُوْمِ.

'' حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا جو شخص کسی مسلمان کو ننگے پن کی حالت میں کپڑا پہناتا ہے اللہ تعالی اس کو جنت کے سبز لباس پہنائیں گے۔ جو شخص کسی مسلمان کو بھوک کی حالت میں کھانا کھلاتا ہے اللہ تعالی اس کو جنت کے پھلوں میں سے کھلائیں گے۔ جو شخص کسی مسلمان کو پیاس کی حالت میں پانی پلاتا ہے اللہ تعالی اس کو ایسی خالص شراب پلائیں گے جس پر مہر لگی ہوگی''۔ (٨)

۴- عَن اَبِیْ مُوْسیَ الْاَشْعَرِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنہُ عَنِ النَّبِی ﷺ قَالَ: اَطْعِمُوا الْجائِعَ، وَعُوْا الْمَرِیْضَ، وَفُکُّوا الْعاَنِیَ.

"حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: بھوکے کو کھانا کھلاؤ، بیمار کی عیادت کرو اور (ناحق) قیدی کو رہائی دلانے کی کوشش کرو"۔ (۹)

۵- عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنھُمَا قَالَ: سَمِعتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ یَقُولُ: مَا مِن مُسْلِمٍ کَسَا مُسلِماً ثَوْباًاِلّا کَانَ فِیْ حِفْظِ اللّٰہِ مَادَامَ مِنْہُ عَلَیْہِ خِرقَۃٌ.

"حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا: جو مسلمان کسی مسلمان کو کپڑا پہناتا ہے تو جب تک پہننے والے کے بدن پر اس کپڑے کا ایک ٹکڑا بھی رہتا ہے، پہنانے والا اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں رہتا ہے"۔ (۱۰)

مفلس و نادار بے کس و بے سہارا لوگوں کے لیے گذر بسر کے اخراجات مہیا کرنا حکومت وقت کی ذمہ داری بھی ہے۔ چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفائے راشدین کے مبارک ادوار میں وسعت کے مطابق بے کسوں کی خبر گیری مقروضوں کے قرض کی ادائیگی یتیموں اور بیواؤں کے کھانے پینے کا انتظام حکومت کی طرف سے باقاعدگی سے ہوتا تھا۔ بیت المال سے ان کے وظائف اور روزینے متعین کیے جاتے تھے، حتیٰ کہ خلفائے راشدین کے سنہری دور میں ایک وقت ایسا بھی آیا جب زکوٰۃ لینے والا کوئی نہیں ملتا تھا۔ لوگ اپنی زکوٰۃ ادا کرنے کے لیے فقراء و مساکین کو ڈھونڈتے پھرتے تھے۔ اگر تقسیم دولت صحیح طریقہ پر ہو، اسراف اور فضول خرچی سے احتراز کرتے ہوئے کفایت شعاری کو اپنایا جائے تو آج بھی ہر ملک کے وسائل اور حصول دولت کے ذرائع اس قدر ہیں کہ تمام انسانوں کو آسودگی اور خوشحالی

سے غذا میسر ہو سکتی ہے، لیکن ایک طرف تو آسودہ اور خوشحال لوگوں کے کتوں اور بلیوں کو مختلف قسم کے لذیذ کھانے ملتے ہیں، ان کی صحت کا ہر طرح خیال رکھا جاتا ہے ان کا باقاعدہ میڈیکل چیک اَپ ہوتا ہے اور ہر طرح کے امراض سے شفا یابی کی تدبیریں ہوتی ہیں، لیکن دوسری طرف ایک غریب کا ناتواں بچہ بھوک اور پیاس کی وجہ سے سسکتے ہوئے جان دے دیتا ہے، جس کا کوئی پرسان حال نہیں، اس کی صحت کا کسی کو خیال نہیں اور اس کے مرنے کا کسی کو غم نہیں۔

حضرت عمر بن خطاب ؓ فرمایا کرتے تھے:۔

''اگر کوئی جانور دریائے فرات کے کنارے سے پھسل کر اس میں گر جائے تو مجھے خوف ہے کہ قیامت کے دن اس کے بارے میں مجھ سے باز پرس نہ ہو جائے کہ دریا کے کنارے پر راستہ ٹھیک کیوں نہیں کیا تھا تا کہ کوئی جانور نہ پھسلتا''۔ (۱۱)

ایک دفعہ حضرت عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ بیٹھے رو رہے تھے، گھر والی نے رونے کا سبب پوچھا تو فرمایا:۔

''مجھے خلافت کی بہت بڑی ذمہ داری سونپ دی گئی ہے، ہر بوڑھے بچے، سفید رنگ اور سیاہ فام شخص، غریب، فقیر محتاج اور گمشدہ قیدی کا خیال رکھنا میرے ذمہ میں ڈال دیا گیا ہے۔ ملک کے جس بھی حصے یا کونے میں کوئی شخص رو رہا ہے مجھے اس کے گذر بسر کا انتظام کرنا ہے ورنہ قیامت کے روز خدا مجھے اس بارے میں پوچھے گا اور محمد ﷺ اس کے متعلق مجھ سے دریافت کریں گے، اگر ایسا ہوا تو خدا کے سامنے پیش کرنے کے لئے میرے پاس کوئی عذر نہیں، اور محمد ﷺ کے آگے سرخرو ہونے کے لئے میرے پاس کوئی حجت نہیں، میں اس وجہ سے رو رہا ہوں''۔ (۱۲)

حضرت عمر بن خطابؓ بچوں کی رضاعت کی مدت مکمل ہو جانے پر ان کے لئے بیت المال سے وظیفہ جاری فرمادیا کرتے تھے، ایک دفعہ انہوں نے دیکھا کہ ایک عورت بیت المال سے وظیفہ حاصل کرنے کی خاطر مدت رضاعت پوری ہونے سے قبل ہی اپنے بچے کا دودھ چھڑا رہی ہے، اور بچہ شدید بھوک کی وجہ سے رو رہا ہے، حضرت عمرؓ کو اس بات کا انتہائی دکھ ہوا، واپس آکر لوگوں میں یہ اعلان کروادیا کہ بچوں کی مدت رضاعت مکمل ہونے سے پہلے دودھ نہ چھڑایا کرو ہم آئندہ سے مسلمانوں کے گھر میں پیدا ہونے والے بچے کا روزینہ مقرر کر دیں گے۔ (۱۳)

اسود بن ابی زیدؓ فرماتے ہیں کہ:-

''جب کوئی وفد حضرت عمرؓ کے پاس آتا تھا تو آپ اس سے دریافت کرتے تھے۔ تمہارے علاقے کا گورنر کیسا ہے؟ وہ کہتے بہت اچھا آدمی ہے، پھر دریافت کرتے، وہ تمہارے بیماروں کی عیادت کرتا ہے یا نہیں؟ وہ جواب دیتے جی ہاں! آپ سوال کرتے، وہ غلاموں کی عیادت کرنے بھی جاتا ہے یا نہیں؟ وہ کہتے کہ ہاں جاتا ہے، بعد ازاں آپ دریافت کرتے کہ ضعیفوں اور کمزوروں کے ساتھ اس کا برتاؤ کیسا ہے؟ ان غریبوں کو اس کے دروازے پر بیٹھنے کی اجازت بھی ہے یا نہیں؟ وہ اثبات میں جواب دیتے اگر ان سوالات میں سے کسی ایک سوال کے جواب میں بھی یہ لوگ ''نہیں'' کہہ دیتے تو حضرت عمرؓ گورنر کو معزول کر دیتے تھے۔'' (۱۴)

عبداللہ بن مبارکؒ ارباب حوائج کے ماسوا اپنے مہمانوں، دوستوں اور رشتہ داروں کی خاطر مدارات پر بھی کافی خرچ کرتے تھے۔ (۱۵)

حضور نبی کریم ﷺ نے صاحب حیثیت لوگوں کو حکم دیا ہے کہ وہ غریبوں ،

بے کسوں اور بیمار لوگوں کا خیال رکھیں، چنانچہ اگر حکومت کسی بناء پر ان حضرات کا مکمل خیال نہیں کر پاتی تو مسلمانوں کی صاحبِ حیثیت جماعت کا اخلاقی فرض ہوگا کہ وہ ان بے کسوں اور بے سہاروں کا سہارا بن کر انہیں بھی جینے کا حق دیں، ان کی ضروریات کا خیال رکھیں اور ان کے لئے اجتماعی سطح پر انتظامات کریں۔

حضور نبی کریم ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے:۔

"مسلمان باہم ایک مضبوط عمارت کی طرح جس کا ایک حصہ دوسرے حصے کو مضبوط رکھتا ہے،آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارشاد فرماتے ہوئے اپنے ہاتھوں کی انگلیاں ایک دوسرے میں ڈال لیں." (۱۶)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مثال میں مسلمانوں کی اجتماعیت کو ایک عمارت سے تشبیہ دی ہے جس طرح ایک عمارت کا ہر ہر حصہ عمارت قائم رکھنے کے لئے ضروری ہے، اگر ایک دیوار بھی منہدم ہو جائے تو عمارت زمین بوس ہو جائے گی اسی طرح مسلمانوں کا باہمی اتحاد واتفاق ایک دوسرے کے ساتھ محبت وسلوک ، ہمدردی وخیر خواہی کی بنیادوں پر اسلامی معاشرہ قائم ہونا چاہئے اگر ان میں سے کسی ایک صفت میں بھی کمی آ گئی تو اسلامی معاشرہ کا قیام نامکمل ہوگا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے:۔

"آپس کی محبت اور رحم دلی میں مسلمانوں کی مثال ایک جسم کی طرح ہے اگر جسم کے کسی حصے میں درد ہو تو سارا جسم بخار اور بے چینی کے ساتھ دردناک ہو جاتا ہے"۔ (۱۷)

یعنی تمام مسلمانوں شاہ وگدا ،امیر وغریب، سرخ وسیاہ ایک ہی جسم کے مختلف اعضاء کی مانند ہیں، اگر کسی ایک شخص کو پریشانی وتکلیف کا سامنا ہو تو دیگر مسلمانوں کو یوں سمجھنا چاہئے جیسے ان کے اپنے جسم میں تکلیف ودرد ہے، اور اس کے ازالے کے لئے ایسی ہی کوشش

کرنی چاہئے جس طرح تکلیف کے ازالے کے لئے کوشش کرتے ہیں۔

اگر کوئی شخص اتنی حیثیت کا مالک نہیں کہ وہ از خود غریبوں، مسکینوں، بیواؤں، یتیموں اور بیماروں پر خرچ کر سکے تو وہ دوسروں کو اس طرف ترغیب دینے کے اصول پر عمل کرے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:-

﴿فَاَمَّا الْاِنْسَانُ اِذَا مَاابْتَلٰهُ رَبُّه‘ فَاَكْرَمَه وَنَعَّمَه‘ فَيَقُوْلُ رَبِّیْ اَهَانَنِ. كَلَّا بَلْ لَّا تُكْرِمُوْنَ الْيَتِيمَ.وَلَا تَحٰضُّونَ عَلىٰ طَعَامِ الْمِسْكِينِ.وَتَاْكُلُونَ التُّرَاثَ اَكْلاً لَّمًّا. وَّ تُحِبُّوْنَ الْمَالَ حُبًّا جَمًّا﴾(۱۸)

”مگر انسان (عجیب مخلوق ہے کہ) جب اس کا پروردگار اس کو آزماتا ہے کہ اسے عزت دیتا اور نعمت بخشتا ہے تو کہتا ہے کہ (آہا) میرے پروردگار نے مجھے عزت بخشی اور جب (دوسری طرح) آزماتا ہے کہ اس پر روزی تنگ کر دیتا ہے تو کہتا ہے کہ (ہائے) میرے پروردگار نے مجھے ذلیل کیا۔نہیں۔ بلکہ تم لوگ یتیم کی خاطر نہیں کرتے اور نہ مسکین کو کھانا کھلانے کی ترغیب دیتے ہو۔اور میراث کے مال کو سمیٹ کر کھا جاتے ہو۔ اور مال کو بہت ہی عزیز رکھتے ہو“۔

یعنی تم یتیم کا اکرام نہیں کرتے، اور خود کسی مسکین وغریب کو کچھ دینا تو درکنار تم دوسروں کو اس کی ترغیب بھی نہیں دیتے۔ مال دار اور صاحب حیثیت لوگوں کو غریبوں اور مسکینوں کی مالی مدد کرنی چاہیے اور جو لوگ خود کچھ نہیں دے سکتے انہیں کم از کم اتنا تو ضرور کرنا چاہیے کہ وہ دوسروں کو اس کی ترغیب دیں۔حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

” مسلمان مسلمان کا بھائی ہے، وہ اس پر ظلم نہیں کرتا اسے رسوا نہیں کرتا، جو شخص اپنے بھائی کی ضرورت پوری کرے گا خدا اس کی ضرورت کو پورا فرمائیں گے، جو کسی مسلمان کی پریشانی کو ختم کرے گا، خدا قیامت کے دن

اس کی پریشانی کو دور فرمائیں گے، جو کسی مسلمان کی پردہ پوشی کرے گا خدا اس کی پردہ پوشی فرمائیں گے"۔ (۱۹)

ایک اور حدیث مبارک میں ہے:

" بیواؤں اور مسکینوں کا خیال رکھنے والا مجاہد فی سبیل اللہ کی طرح ہے اور اس قیام کرنے والے کی طرح ہے جو تھکتا نہیں اور اس روزہ دار کی طرح ہے جو کوئی روزہ ترک نہیں کرتا"۔ (۲۰)

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے دوسروں سے اپنے آپ کو افضل سمجھا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

" تمہارے ضعیف اور ناتواں لوگوں کی وجہ سے ہی تو تمہاری مدد ہوتی ہے اور تمہیں رزق ملتا ہے۔" (۲۱)

یتیموں غریبوں کی کفالت معذوروں اور بیماروں کا علاج معالجہ بیواؤں کی خبر گیری نہ صرف معاشرتی خوشحالی کا سبب ہے بلکہ قیامت کے روز خدا کے ہاں درجات کی بلندی اور فضیلت کے حصول کا باعث بھی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَيُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰى حُبِّهٖ مِسْكِينًا وَّ يَتِيْمًا وَّ اَسِيْرًا. اِنَّمَا نُطْعِمُكُم لِوَجْهِ اللهِ لَا نُرِيْدُ مِنكُمْ جَزآءً وَّلَا شُكُوْرًا. اِنَّا نَخَافُ مِن رَّبِّنَا يَوْمًا عَبُوسًا قَمْطَرِيْرًا. فَوقٰهُمُ اللهُ شَرَّ ذٰلِكَ الْيَوْمِ وَلَقّٰهُم نَضْرَةً وَّسُرُورًا. وَجَزٰهُم بِمَا صَبَرُوْا جَنَّةً وَّحَرِيْرًا. ﴾ (۲۲)

" اور (نیک لوگ) اللہ تعالیٰ کی محبت میں کھانا چلاتے ہیں مسکین یتیم اور قیدیوں کو، ہم تو صرف تمہیں اللہ کی رضا مندی کے لیے کھلاتے ہیں، نہ تم سے بدلہ چاہتے ہیں نہ شکر گزاری، بیشک ہم اپنے پروردگار سے اس دن کا خوف کرتے ہیں جو تنگی اور سختی والا ہو گا پس انہیں اللہ تعالیٰ نے اس دن

کی برائی سے بچا لیا اور انہیں تازگی اور خوشحالی پہنچائی اور انہیں ان کے
صبر کے بدلے جنت اور ریشمی لباس عطا کیے"۔

جنتیوں کے مذکورہ انعامات کا سبب یہ ہے کہ وہ دنیا میں یتیموں مسکینوں اور قیدیوں کو اپنا محبوب اور پسندیدہ کھانا کھلاتے تھے یہ نہیں کہ جو چیز فالتو بچ گئی وہ غریبوں کو کھلا دیں بلکہ اپنے بہترین اور مرغوب مال سے ان کا حصہ نکالتے تھے۔

محولہ بالا آیات مبارکہ کے شان نزول میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ:

ایک مرتبہ حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ بہت بیمار ہو گئے تو حضرت علی اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہما نے نذر(مَنّت) مانی کہ اگر یہ تندرست ہو جائیں تو شکرانہ کے طور پر تین تین روزے دونوں حضرات رکھیں گے۔ اللہ تعالیٰ شانہ کے فضل سے صاحبزادوں کو صحت ہو گئی۔ ان حضرات نے شکرانہ کے روزے رکھنے شروع فرما دیے۔ مگر گھر میں نہ سَحر کے لیے کچھ تھا نہ افطار کے لیے، فاقہ پر روزہ شروع کر دیا۔ صبح کو حضرت علی کرم اللہ وجہہ ایک یہودی کے پاس تشریف لے گئے، جس کا نام شمعون تھا کہ اگر تو کچھ اُون دھاگہ بنانے کے لیے اجرت پر دیدے تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی اس کام کو کر دے گی۔ اس نے اُون کی ایک گٹھڑی تین صاع جَو کی اجرت طے کر کے دے دی۔ حضرت فاطمہؓ نے اس میں سے ایک تہائی کاتا اور ایک صاع جَو اجرت کے لے کر ان کو پیسا اور پانچ روٹیاں اس کی تیار کیں۔ ایک ایک اپنی میاں بیوی کی، دو دونوں صاحبزادوں کی اور ایک باندی کی جس کا نام فِضّہ تھا۔ روزہ میں دن بھر کی مزدوری اور محنت کے بعد جب حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے ساتھ مغرب کی نماز پڑھ کر لوٹے اور کھانا کھانے کے لیے دستر خوان بچھایا گیا، حضرت علیؓ نے ٹکڑا توڑا ہی تھا کہ ایک فقیر نے دروازہ سے آواز دی کہ اے محمد ﷺ کے گھر والو! میں ایک فقیر مسکین ہوں، مجھے کھانا دو۔ اللہ جل شانہ تمہیں جنت کے دستر خوان سے کھانا کھلائے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ

نے ہاتھ روک لیا۔ حضرت فاطمہؓ سے مشورہ کیا۔ انہوں نے فرمایا۔ ضرور دے دیجئے وہ سب روٹیاں اس کو دے دیں اور گھر والے سب کے سب فاقہ سے رہے۔ اسی حال میں دوسرے دن کا روزہ شروع کر دیا۔ دوسرے دن پھر حضرت فاطمہؓ نے دوسری تہائی اُون کی کاتی اور ایک صاع جَو کا اجرت لے کر اس کو پیسا، روٹیاں پکائیں اور جب حضرت علی کرم اللہ وجہہ حضور ﷺ کے ساتھ مغرب کی نماز پڑھ کر تشریف لائے اور سب کے سب کھانے کے لیے بیٹھے، تو ایک یتیم نے دروازہ سے سوال کیا اور اپنی تنہائی اور فقر کا اظہار کیا۔ ان حضرات نے اس دن کی روٹیاں اس کے حوالہ کر دیں اور خود پانی پی کر تیسرے دن کا روزہ شروع کر دیا۔ صبح کو حضرت فاطمہؓ نے اون کا باقی حصہ کاتا اور ایک صَاع جَو کا رہ گیا تھا وہ لے کر پیسا روٹیاں پکائیں اور مغرب کی نماز کے بعد جب کھانے بیٹھے تو ایک قیدی نے آ کر آواز دے دی اور اپنی سخت حاجت اور پریشانی کا اظہار کیا۔ ان حضرات نے اس دن کی روٹیاں اس کو دے دیں اور خود فاقہ سے رہے۔ چوتھے دن صبح کو روزہ تو تھا نہیں لیکن کھانے کو بھی کچھ نہیں تھا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ دونوں صاحبزادوں کو لے کر حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ بھوک اور ضعف کی وجہ سے چلنا بھی مشکل ہو رہا تھا۔ حضورؐ نے حضرت علیؓ سے فرمایا کہ تمہاری تکلیف اور تنگی کو دیکھ کر مجھے بہت ہی تکلیف ہوتی ہے۔ چلو فاطمہؓ کے پاس چلیں۔ حضور ﷺ حضرت فاطمہؓ کے پاس تشریف لائے۔ وہ نماز پڑھ رہی تھیں۔ بھوک کی شدت سے آنکھیں گڑ گئی تھیں، پیٹ کمر سے لگ رہا تھا۔ حضورؐ نے ان کو اپنے سینہ سے لگایا اور حق تعالیٰ شانہ سے فریاد کی۔ اس پر حضرت جبرئیل علیہ السلام سورہ دہر کی آیات وَيُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰى حُبِّهٖ مِسْكِيْنًا وَّ يَتِيْمًا وَّ اَسِيْرًا. لے کر آئے اور اس پروانہ خوشنودی کی مبارکباد دی۔ یہ آیتیں حضرت علیؓ اور حضرت فاطمہؓ کی شان میں نازل ہوئی ہیں۔ (۲۳)

قرآن پاک میں مسکینوں کے کھانا کھلانے پر بہت سی آیات میں ترغیب دی گئی۔ جن میں سے بعض پہلے مذکور ہو چکی ہیں۔ اس کے علاوہ قرآن پاک میں بہت سے مقامات پر یتیموں

اور مسکینوں کے بارے میں تنبیہات اور آیات نازل ہوئی ہیں۔ چند آیات کی طرف اشارہ کرتی ہوں جس سے اندازہ ہوگا کہ اللہ جل شانہ نے کس اہتمام سے اس پر تنبیہ بارہا فرمائی ہے:

(۱) وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّذِى الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسَاكِيْنِ (۲۴)

"اور ماں باپ اور رشتہ داروں اور یتیموں اور محتاجوں کے ساتھ بھلائی کرتے رہنا"۔

(۲) وَاٰتَى الْمَالَ عَلٰى حُبِّهٖ ذَوِى الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيلِ وَالسَّآئِلِيْنَ (۲۵)

"اور مال باوجود عزیز رکھنے کے، رشتہ داروں اور یتیموں اور محتاجوں اور مسافروں اور مانگنے والوں کو دیں"۔

(۳) قُلْ مَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ خَيْرٍ فَلِلْوَالِدَيْنِ وَالْاَقْرَبِيْنَ وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَابنِ السَّبِيلِ . (۲۶)

"کہہ دو کہ (جو چاہو خرچ کرو لیکن) جو مال خرچ کرنا چاہو وہ (درجہ بدرجہ اہل استحقاق یعنی) ماں باپ کو اور قریب کے رشتہ داروں کو اور یتیموں کو اور محتاجوں کو اور مسافروں کو (سب کو دو)"۔

(۴) وَيَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْيَتٰمٰى قُلْ اِصْلاَحٌ لَّهُمْ خَيْرٌ (۲۷)

"اور تم میں سے یتیموں کے بارے میں دریافت کرتے ہیں کہہ دو کہ ان کی (حالت کی) اصلاح بہت اچھا کام ہے"۔

(۵) وَاٰتُوا الْيَتٰمٰى اَمْوَالَهُمْ (۲۸)

"اور یتیموں کا مال (جو تمہاری تحویل میں ہو) ان کے حوالے کر دو"۔

(۶) وَلاَ تَقْرَبُوْا مَالَ الْيَتِيْمِ اِلَّا بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ (۲۹)

''اور یتیم کے مال کے پاس بھی نہ جانا مگر ایسے طریق سے کہ بہت ہی پسندیدہ ہو''۔

(۷) وَیُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰی حُبِّہٖ مِسْکِیْنًا وَّیَتِیْماً وَّ اَسِیْرًا. (۳۰)

''اور باوجودیکہ ان کو خود طعام کی خواہش (اور حاجت) ہے فقیروں اور یتیموں اور قیدیوں کو کھلاتے ہیں''۔

(۸) اَوْ اِطْعَامٌ فِیْ یَوْمٍ ذِیْ مَسْغَبَۃٍ. یَّتِیْمًا ذَا مَقْرَبَۃٍ. اَو مِسکِینًا ذَا مَترَبَۃٍ. (۳۱)

''بھوک کے دن کھانا کھلانا، یتیم رشتہ دار کو یا فقیر خاکسار کو''۔

(۹) اَرَءَ یْتَ الَّذِی یُکَذِّبُ بِالدِّینِ. فَذٰلِکَ الَّذِیْ یَدُعُّ الْیَتِیْمَ. وَلاَ یَحُضُّ عَلیٰ طَعَامِ الْمِسْکِینِ. (۳۲)

''کیا آپ نے اس شخص کو دیکھا جو قیامت کے دن کو جھٹلاتا ہے پس (اس شخص کا حال یہ ہے کہ) یتیم کو دھکے دیتا ہے اور غریب کو (خود تو کیا دیتا دوسروں کو بھی ان کے) کھانا کھلانے کی ترغیب نہیں دیتا''۔

اللہ جل شانہ نے بار بار مختلف عنوانوں سے اس پر تنبیہ فرمائی ہے کہ یتیموں کے بارے میں ان کی اصلاح، ان کی خیر خواہی، ان کے مال میں احتیاط، ان کے ساتھ نرمی کا برتاؤ، ان کی اصلاح اور فلاح کی کوشش کی جائے۔

حضور اقدس ﷺ کا ارشاد ہے کہ :

''میں اور وہ شخص جو کسی یتیم کی کفالت کرتا ہو، جنت میں ایسے قریب ہوں گے جیسے یہ دو انگلیاں۔ اس ارشاد پر حضورؐ اپنی دو انگلیاں، شہادت کی انگلی اور بیچ کی انگلی ملا کر ان کی طرف اشارہ فرمایا کہ جیسے یہ دو قریب ہیں، ملی ہوئی ہیں، ایسے ہی میں اور وہ شخص جنت میں قریب ہوں گے''۔ (۳۳)

ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ جو شخص کسی یتیم کے سر پر (شفقت سے) ہاتھ پھیرے

اورصرف اللہ جل شانہ کی رضا کے واسطے ایسا کرے تو اس کا ہاتھ یتیم کے جتنے بالوں پر پھیرے گا ، ہر بال کے بدلہ میں اس کو نیکیاں ملیں گی اور جو شخص کسی یتیم لڑکے یا لڑکی پر احسان کرے تو میں اور وہ شخص جنت میں اس طرح ہوں گے وہی دو انگلیوں سے اشارہ فرمایا، جیسا اوپر گذرا اور بھی کئی حدیثوں میں مختلف عنوان سے یہی مضمون وارد ہوا ہے۔ (۴۴)

غرباء و مساکین کی اعانت کی بدولت انسان سے مصیبتیں اور پریشانیاں دور ہوتی ہیں اس کی روزی میں برکت ہوتی ہے اور خدا تعالیٰ اسے بیماریوں سے شفا عطا فرماتے ہیں، درحقیقت جب کوئی شخص غرباء و مساکین کا حق دبائے گا، اپنے مال میں سے ان کا حصہ نہیں نکالے گا ،تو ان کے حصہ کا مال اس کے بقیہ مال میں بے برکتی پیدا کرے گا اور بے برکتی بیماری کی صورت ، مال کی گمشدگی کی صورت ، چوری کی صورت میں ، کسی طرح بھی ظاہر ہو سکتی ہے۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے :-

"اپنے مالوں کو زکوٰۃ کے ذریعہ محفوظ بناؤ اور اپنے بیماروں کا صدقہ سے علاج کرو، اور بَلا اور مصیبت کی موجوں کا دعا اور اللہ تعالیٰ کے سامنے عاجزی سے استقبال کرو"۔ (۴۵)

علامہ منذریؒ نے حضرت انسؓ کی ایک مرفوع حدیث نقل فرمائی ہے کہ :-

" ایک شخص حضرت یعقوب علیہ السلام کے پاس آکر ان کے نابینا اور کبڑا ہونے کا سبب دریافت کرنے لگا حضرت یعقوبؑ نے جواب دیا یوسف کے غم میں میری بینائی ختم ہو چکی ہے اور بنیامین کی پریشانی میں کبڑا ہو گیا ہوں، جبرئیلؑ آئے اور کہا آپ خدا کا شکوہ کر رہے ہیں؟ یعقوبؑ نے فرمایا میں تو اپنے حزن وغم کو خدا کے سامنے پیش کر رہا ہوں۔ جبرئیلؑ نے کہا خدا آپ کی نسبت اس بات کو زیادہ جانتا ہے ۔ یہ کہہ کر

جبرئیلؑ واپس چلے گئے اور حضرت یعقوبؑ اپنے گھر تشریف لے آئے اور خدا کے سامنے گڑگڑا کر عرض کرنے لگے خدایا! بوڑھے انسان پر رحم فرما جس کی بینائی تو نے لے لی اور کمر کبڑی کر دی ہے میرے دو پھول مجھے واپس عطا کر مجھے ایک دفعہ ان کی خوشبو سونگھا دے اس کے بعد میرے ساتھ جو چاہے کرنا، جبرئیل دوبارہ آ کر کہنے لگے اے یعقوبؑ! خدا آپ کو سلام کہہ رہا ہے اور فرما رہا ہے کہ خوش رہو، اگر تمہارے دو پھول مرجھا بھی چکے ہوں تو میں انہیں آپ کی آنکھوں کو ٹھنڈا کرنے کے لیے دوبارہ زندہ کر دوں گا، اور اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ آپ کی بینائی ختم ہونے اور کمر جھک جانے اور یوسف پر بھائیوں کے ظلم کرنے کا سبب یہ تھا کہ ایک دفعہ آپ کے پاس روزہ دار بھوکا مسکین آیا تھا اور اس روز آپ لوگوں نے بکری ذبح کر کے پکائی تھی لیکن خود ہی سارا گوشت کھا گئے اس کو کچھ بھی نہ کھلایا اور مجھ خدا کو اپنی مخلوق میں سے جتنی محبت یتیموں اور مسکینوں سے ہے اتنی کسی سے نہیں، لہذا اب ایک دعوت کا اہتمام کرو اور فقراء و مساکین کو اس کے لیے دعوت عام دو۔

نبی کریم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں اس کے بعد جب بھی رات ہوتی تو یعقوبؑ کی طرف سے اعلان ہوتا جس نے روزہ رکھنا ہو وہ یعقوبؑ کی دعوت سے کھانا کھائے اور دن میں اعلان ہوتا جس نے افطاری کرنی ہو وہ یعقوبؑ کی دعوت سے افطار کرے۔''(۳۶)

ظہور اسلام کے وقت غلام معاشرے کا ایک مظلوم و مقہور طبقہ تھا۔ اسلامی تعلیمات نے معاشرے کے اس محروم و درماندہ طبقہ کو ان کے انسانی حقوق سے نوازا ہی نہیں بلکہ انھیں معاشرے کے دیگر افراد کے برابر لا کھڑا کیا اور انھیں یکساں انسانی حقوق سے بہرہ مند فرمایا۔

حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

”میں نے اپنے غلام کو ماں کی گالی دی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”تم اس کو گالی دیتے ہو؟ تم میں زمانہ جاہلیت کا اثر ابھی باقی ہے۔ تمہارے غلام تمہارے بھائی ہیں۔ جو تم کھاؤ، وہی انہیں کھلاؤ، جو تم پہنو، وہی انہیں پہناؤ اور ان کی طاقت سے زیادہ ان سے کام مت لو۔ اگر لیتے ہو تو ان کی اعانت کرو“۔ (۳۷)

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللهُ عَنهُ قَالَ: اِذَا صَنَعَ لِاَحَدِ کُمْ خَادِمُهُ طَعَامَهُ ثُمَّ جاءَ هُ بِهِ، وَقَد وَلِیَ حَرَّهُ وَدُخَا نَهُ، فَلْيُقْعِدْهُ مَعَهُ، فَلیَاْکُلْ،فَاِن کَانَ الطَّعَامُ مَشْفُوْهًا قَلِیْلاً، فَلیَضَعْ فِیْ یَدِهِ مِنهُ اُکلَةً اَو اُکلَتَیْنِ. ”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب تم میں سے کسی کا خادم اس کے لئے کھانا تیار کرے پھر وہ اس کے پاس لے کر آئے جبکہ اس نے اس کے پکانے میں گرمی اور دھوئیں کی تکلیف اٹھائی ہے تو مالک کو چاہئے کہ اس خادم کو بھی کھانے میں اپنے ساتھ بٹھائے اور وہ بھی کھائے۔ اگر وہ کھانا تھوڑا ہو (جو دونوں کے لئے کافی نہ ہوسکے) تو مالک کو چاہئے کہ کھانے میں سے ایک دو لقمے ہی اس خادم کو دے دے“۔ (۳۸)

مال و دولت کا منشائے خداوندی کے مطابق استعمال ہی دین و دنیا میں برکت اور فوز و فلاح کا باعث ہے اور منشائے ایزدی سے اعراض مال و دولت کے مفید ہونے کی بجائے مضر اور نقصان دہ ہونے کا باعث ہے کیونکہ مال ومتاع سب رکھا رہ جاتا ہے۔ بلکہ مال کی کثرت بسا اوقات خود آفات کو کھینچتی ہے۔ کوئی زہر دینے کی فکر میں ہوتا ہے کوئی قتل کرنے کی، اور لوٹ مار، چوری ڈاکہ، سینکڑوں آفات اس مال کی بدولت آدمی پر مسلط رہتی ہیں۔ مال زیادہ ہو جاتا

ہے تو عزیز و اقارب ، بیوی ، بیٹا سب ہی اس کی موت کی خواہش کرنے اور دولت کے حصول کے تمنا کرنے لگتے ہیں۔ شریعت اسلامیہ کی تعلیمات کے مطابق حصول زر اور انفاق زر دنیا میں فوز و فلاح کا باعث ہونے کے ساتھ ساتھ حسن عاقبت اور آخرت کی کامیابی کا زینہ ہے۔

عَن حَارِثَةَ بْنِ النُّعمَانِ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ:
مُنَاوَلَةُ الْمِسْكِينِ تَقِيْ مِيْتَةَ السُّوْءِ.

”حضرت حارثہ بن نعمان رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: مسکین کو اپنے ہاتھ سے دینا بُری موت سے بچاتا ہے“۔ (۳۹)

الغرض اسلامی تعلیمات ہی معاشرہ کے محروم اور پسماندہ طبقہ غرباء کی فلاح و بہبود کی ضامن ہیں۔ انہیں تعلیمات کو اپناتے ہوئے ہمیں غریبوں ، مسکینوں ، یتیموں ، معذوروں اور بیماروں کی دیکھ بھال کرنی چاہیے۔ اپنے مال میں سے ان کا حصہ نکال کر ان تک پہنچانا اور ان کی خبر گیری کرتے رہنا چاہیے۔ خصوصاً ایسے لاوارث لوگ جن کا اپنا کوئی مال نہیں اور ان کا کوئی سر پرست اور کوئی پرسان حال نہیں، ان کی خدمت اور علاج معالجہ کے ذریعے ان کی دعائیں لینی چاہئیں تا کہ دنیا میں خوشحالی و آسودگی کی زندگی میسر ہو اور بیماریوں سے شفا ملے اور دکھی انسانیت کی خدمت سے خدا و رسولؐ کی رضا حاصل کر کے آخرت میں بلند درجات اور اکرام و انعام سے سرفراز ہوں۔

حواشی وحوالہ جات

۱- سورۃ البقرۃ: آیت ۱۷۷

۲- السیوطی ؒ، الجامع الصغیر مع فیض القدیر، بحوالہ ترمذی شریف، ج۱ ص۴۷۲.

۳- المناوی، الجامع الصغیر شرح فیض القدیر، ج۲ ص۴۷۲.

۴- محمد شفیع، مفتی، معارف القرآن، ج۱، ص۴۳۲-۴۳۳.

۵- الجصاص، احکام القرآن، ج۱، ص۱۳۱.

۶- رواه البیهقی فی شعب الایمان ۲۱۷/۳ بحوالہ کاندھلوی، محمد یوسف، مولانا، ترتیب وترجمہ: کاندھلوی، محمد سعد، مولانا، منتخب احادیث، مسلمان کی مالی اعانت ص۶۲۴، ناشر کتب خانہ فیضی، لاہور.

۷- رواه الحاکم وقال : هذا حدیث صحیح الاسناد ولم یخرجاه ووافقه الذهبی ۱۲۹/٤، بحوالہ کاندھلوی، محمد یوسف، مولانا، ترتیب وترجمہ: کاندھلوی، محمد سعد، مولانا، منتخب احادیث، مسلمان کی مالی اعانت ص۶۲۴، ناشر کتب خانہ فیضی، لاہور.

۸- رواه ابو داؤد، باب فی فضل سقی الماء، رقم:۱٦٨٢ بحوالہ کاندھلوی، محمد یوسف، مولانا، ترتیب وترجمہ: کاندھلوی، محمد سعد، مولانا، منتخب احادیث، مسلمان کی مالی اعانت ص۶۲۵، ناشر کتب خانہ فیضی، لاہور.

۹- رواه البخاری، باب قول الله تعالی: کلوا من طیبات مارزقنکم... رقم: ٥٣٧٣ بحوالہ کاندھلوی، محمد یوسف، مولانا، ترتیب وترجمہ: کاندھلوی، محمد سعد، مولانا، منتخب احادیث، مسلمان کی مالی اعانت ص۶۲۷، ناشر کتب خانہ فیضی، لاہور.

١٠- رواه الترمذی وقال: هذا حديث حسن غريب، باب ماجاء فی ثواب من كسامسلما، رقم: ٢٤٨٤، بحوالہ کاندہلوی ،محمد یوسف ،مولانا، ترتیب وترجمہ: کاندھلوی، محمد سعد، مولانا، منتخب احادیث ،مسلمان کی مالی اعانت ص۶۲۹، ناشر کتب خانہ فیضی ، لاہور.

١١- احمد شرباصی، الدکتور، یسئلونک فی الدین والحیاۃ ،ج٦ ،ص٦٥٦.

١٢- ایضاً

١٣- احمد شرباضی، الدکتور، یسئلونک فی الدین والحیاۃ ،ج٦ ،ص٦٥٧.

١٤- اکبرآبادی ،سعید احمد، مولانا ، اسلام میں غلامی کی حقیقت ، موری گیٹ،لوہاری ، لاہور.

١٥- سعید احمد، مولانا، غلامان اسلام:ص۲۴۴، ہمدرد پریس دھلی، ۱۹۴۸ء.

١٦- الامام النوویؒ ، ریاض الصالحین ،ص ۱۰۷ بحوالہ بخاری ومسلم.

١٧- الامام النوویؒ ، ریاض الصالحین ،ص ۱۰۷-۱۰۸بحوالہ بخاری ومسلم.

١٨- سورۃ الفجر: آیت ۱۵-۲۰.

١٩- الامام النوویؒ ، ریاض الصالحین ،ص۱۰۹ بحوالہ بخاری ومسلم.

٢٠- الامام النوویؒ ، ریاض الصالحین ،ص ۱۲۱ بحوالہ بخاری ومسلم.

٢١- الامام النوویؒ ، ریاض الصالحین ،ص۱۲۲ بحوالہ بخاری ومسلم.

٢٢- سورۃ الدھر: آیت ۸-۱۲.

٢٣- محمد زکریا ،مولانا ،شیخ الحدیث ،فضائل صدقات ،حصہ دوم ،ص۲۶۷-۲۸۷، ناشر کتب خانہ فیضی لاہور س.ن.

٢٤- سورۃ البقرہ: آیت۸۳.

٢٥- سورۃ البقرۃ: آیت۱۷۷.

٢٦- سورۃ البقرہ: آیت ۲۱۵.

٢٧- سورۃ البقرۃ: آیت ۲۲۰.

٢٨- سورۃالنساء: آیت۲.

٢٩- سورۃ الانعام: آیت۱۵۲.

۳۰- سورۃ الدھر: آیت ۸۔
۳۱- سورۃ البلد: آیت ۱۴-۱۶۔
۳۲- سورۃ الماعون: آیت ۱-۳۔
۳۳- محمد زکریا، مولانا، شیخ الحدیث، فضائل صدقات، حصہ اوّل، ص ۲۰۱، ناشر کتب خانہ فیضی لاہور۔
۳۴- محمد زکریا، مولانا، شیخ الحدیث، فضائل صدقات، حصہ اول ص ۲۰۲، ناشر کتب خانہ فیضی لاہور۔
۳۵- (رواه ابو داؤد فی المراسیل و رواه الطبرانی والبیهقی وغیرهما عن جماعة من الصحابة مرفوعاً متصلاً والمرسل اشبه كذا فی الترغیب) بحوالہ: محمد زکریا، مولانا، شیخ الحدیث، فضائل صدقات، حصہ اوّل ص ۷، کتب خانہ فیضی لاہور
۳۶- المنذریؒ، عبدالعظیم، الحافظ، الترغیب والترھیب ج ۳ ص ۳۵۰ بحوالہ حاکم بیہقی، اصبہانی۔
۳۷- بخاری، الجامع، ۱/۱۱۔
۳۸- (رواه مسلم، باب اطعام المملوك مما ياكل..... رقم: ٤٣١٧ بحوالہ کاندہلوی، محمد یوسف، مولانا، ترتیب وترجمہ: کاندھلوی، محمد سعد، مولانا، منتخب احادیث، مسلمان کی مالی اعانت ص ۶۲۸-۶۲۹، ناشر کتب خانہ فیضی، لاہور۔
۳۹- رواه الطبرانی فی الكبير والبيهقی فی شعب الايمان والضياء وهو حديث صحيح الجامع الصغير ٢/٦٥٧، بحوالہ کاندہلوی، محمد یوسف، مولانا، ترتیب وترجمہ: کاندھلوی، محمد سعد، مولانا، منتخب احادیث، مسلمان کی مالی اعانت ص ۶۲۹، ناشر کتب خانہ فیضی، لاہور۔